مسئلہ ریش تراشی

آیت اللہ ڈاکٹر سید نیاز محمد ہمدانی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین ۔ و صلی اللہ علیہ سیدنا و مولانا محمد و آلہ الطاھرین۔

زندگی میں انسان کو بہت سے مسائل سے واسطہ پڑتا ہے۔ایک مسلمان کے لیے ضروری ہے کہ ان مسائل کے بارے میں اسے شرعی حکم معلوم ہوتا کہ وہ ان مسائل میں ان کے مطابق عمل کر سکے۔ کچھ مسائل ایسے ہوتے ہیں جو ہر کسی کو پیش نہیں آتے اور کچھ مسائل ایسے ہوتے ہیں جو ہر ایک کو پیش آتے ہیں۔مثال کے طور پر اگر آپ شادی شدہ انسان ہیں تو آپ پر لازم ہے کہ میاں بیوی کے حقوق سے متعلق متعلق شرعی احکام کا اچھی طرح علم حاصل کریں تا کہ ان کے مطابق عمل کر کے اپنے شرعی فرائض سے سبک دوش ہو سکیں۔لیکن اگر آپ شادی شدہ نہیں ہیں اور فی الحال شادی کا ارادہ بھی نہیں ہے تو ان احکام کا علم حاصل کرنا بھی آپ پر لازم نہیں ہے۔

لیکن داڑھی کا مسئلہ ایسا مسئلہ ہے جو چودہ پندرہ سال کی عمر سے ہر مرد کے سامنے آ کھڑا ہوتا ہے۔جیسے ہی کسی شخص کے گالوں پر داڑھی کے بال اگنا شروع ہوتے ہیں اس کے سامنے یہ سوال آ جاتا ہے کہ وہ داڑھی رکھے یا داڑھی منڈوائے۔ بلکہ اس سے پہلے سے ہی اس کا ذہن بنا ہوتا ہے کہ جب اس کی داڑھی آئے گی تو وہ داڑھی رکھے گا یا نہیں۔

داڑھی کا مسئلہ اس لحاظ سے ایک عجیب مسئلہ ہے۔ایک طرف سے یہ ایک ایسا مسئلہ ہے جس کا سامنا ہر مرد کو کرنا پڑتا ہے۔دوسری طرف سے مردوں کی بھاری اکثریت داڑھی نہیں رکھتی۔تیسری بات یہ

کہ مذہبی طبقے کی طرف سے داڑھی رکھنے پر نہ صرف یہ زور دیا جاتا ہے بلکہ اسے واجب بھی قرار دیا جاتا ہے۔اس صورت میں وہ لوگ ایک عجیب الجھن اور مخمصہ میں گرفتار ہوجاتے ہیں جو کسی بھی وجہ سے داڑھی رکھنا نہیں چاہتے ،داڑھی شیو کرنا ان کا معمول ہوتا ہے مگران کے قلب وذہن پر یہ احساس بھی چھایا رہتا ہے کہ وہ داڑھی منڈوا کر فعل حرام کے مرتکب ہورہے ہیں اور گناہ گار ہورہے ہیں۔ یہ احساس انسان کی زندگی پر بہت سے منفی اثرات ڈالتا ہے۔

اس مختصر رسالہ میں ہم داڑھی کے واجب ہونے کے بارے میں دلائل کا جائزہ لیں گے اور داڑھی کے بارے میں شرعی حکم پر روشنی ڈالیں گے۔اس رسالہ میں جہاں داڑھی کے واجب ہونے پر روایتی علماء کے دلائل کی کمزوری واضح ہوجائے گی وہاں مومنین پر یہ بات بھی واضح ہوجائے گی کہ روایتی علماء کافہم قرآن وحدیث کس معیار کا ہے۔

سید نیاز محمد ہمدانی

16 جون 2015

سوال: آیا داڑھی رکھنا واجب اور اس کا منڈوانا حرام ہے؟

جواب: داڑھی رکھنا واجب نہیں ہے اور اس کا منڈوانا حرام نہیں ہے۔اس کے وجوب کے دلائل بہت کمزور ہیں۔ بلکہ یہ کہنا زیادہ صحیح ہوگا کہ داڑھی رکھنے کے وجوب کے بارے میں سرے سے کوئی دلیل موجود ہی نہیں ہے۔اس سلسلے میں جو دلائل پیش کیے جاتے ہیں وہ سرے سے دلائل ہی نہیں ہیں۔داڑھی کو واجب سمجھنے والے علماء کے پاس داڑھی کے وجوب پر چار بڑی دلیلیں ہیں، ہم ذیل میں ایک ایک کر کے ان دلائل کا تجزیہ کریں گے۔

پہلی دلیل:

اَنِ اتَّبِعۡ مِلَّةَ اِبۡرٰهِيۡمَ

ترجمہ: ملت ابراہیم کی اتباع کرو۔(نحل:123)

اس آیت سے ان کا استدلال یہ ہے کہ اس آیت میں ملت ابراہیم کی اتباع کا حکم دیا جا رہا ہے۔اس آیت کی رو سے شریعت ابراہیمی کے سب احکامات کی اطاعت واجب ہے سوائے ان کے جنہیں قرآن میں منسوخ کر دیا گیا ہو۔چونکہ داڑھی شریعت ابراہیمی میں تھی، اور قرآن مجید اور سنت نبوی میں کہیں اسے منسوخ نہیں کیا گیا لہٰذا ثابت ہوا کہ داڑھی رکھنا واجب ہے۔لیکن یہ استدلال دو وجوہات سے درست نہیں ہے:

اولاً یہ کہ قرآن مجید میں جہاں بھی ملت ابراہیم کا ذکر کیا گیا ہے اس سے مراد توحید ہے۔یہودی

کہتے تھے کہ یہودی ہو جاؤ تو ہدایت یافتہ ہو جاؤ گے، مسیحی کہتے تھے کہ مسیحی ہو جا ہو تو ہدایت یافتہ ہو جاؤ گے اور مشرکین مکہ کہتے تھے کہ جو شرک وہ کر رہے ہیں وہی ہدایت کا صحیح راستہ ہے۔قرآن مجید میں ان سب کے موقف کی تردید کرتے ہوئے کہا جا رہا ہے:

وَقَالُوا كُونُوا هُودًا أَوْ نَصَارَىٰ قُلْ بَلْ مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ
حَنِيفًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ

ترجمہ: اور یہود و نصاریٰ نے کہا کہ یہودی یا نصرانی ہو جاؤ تو ہدایت پا جاؤ گے۔
ان سے کہہ دیں کہ ملت ابراہیم کی اتباع کرو گے تو ہدایت پاؤ گے،
وہ یکسو موحد تھے اور مشرکوں میں سے نہیں تھے۔ (بقرہ:135)

اس آیت میں اور دیگر تمام آیات جن میں ملت ابراہیم کا ذکر ہے، ملت ابراہیم کے ذکر کے ساتھ توحید پر تاکید اور شرک کی نفی کی گئی ہے۔ یہ اس بات کی قطعی اور نا قابل تردید دلیل ہے کہ قرآن میں ملت ابراہیم سے مراد عقیدہ توحید ہے۔اس سے فقہی فروعات مراد لینا درست نہیں ہے۔ثانیاً بالفرض اس میں فقہی فروعات بھی شامل ہوں تو اس بات کی کیا دلیل ہے کہ دین ابراہیمی میں داڑھی واجب تھی۔

دوسری دلیل:

داڑھی کے وجوب پر دوسری دلیل اس آیت سے دی جاتی ہے:

وَلَآمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللَّهِ

ترجمہ: اور میں انہیں ضرور حکم دوں گا اور وہ ضرور اللہ کی خلقت
میں تبدیلی کر دیں گے۔ (سورۂ نساء:119)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ ابلیس کی اس بات کو نقل کر رہا ہے جو اس نے اس وقت کہی تھی جب اللہ تعالیٰ نے اس پر لعنت کر کے اسے اپنی بارگاہ سے دھتکار دیا تھا۔شیطان نے کہا تھا کہ میں انہیں ضرور گمراہ

کر کے چھوڑوں گا،انہیں جھوٹی آرزوؤں میں مبتلا کروں گا۔۔۔اور انہیں ضرور حکم دوں گا اور یہ ضرور اللہ کی خلقت میں تبدیلی کر دیں گے۔

اس آیت سے داڑھی منڈوانے کی حرمت پر استدلال کرنے والوں کا کہنا ہے کہ داڑھی اللہ کی خلقت ہے، داڑھی منڈوانا اللہ کی خلقت میں تبدیلی ہے پس یہ شیطانی عمل ہے اور چونکہ شیطانی عمل ہے لہٰذا حرام ہے۔

لیکن ان کا یہ استدلال انتہائی کمزور ہے۔اگر اس استدلال کو درست مان لیا جائے تو پھر صرف داڑھی منڈوانا ہی تو اللہ کی خلقت میں تبدیلی نہیں ہے بلکہ اور بھی بہت سی چیزیں اس زمرے میں آتی ہیں جنہیں کوئی حرام نہیں کہتا۔داڑھی کا خط بنوانا، داڑھی چھوٹی کرنا،مونچھیں چھوٹی کرنا یا منڈوانا،سر کے بال کاٹنا یا منڈوانا،جسم کے کسی بھی حصے سے بال کٹوانا یا منڈوانا یہ سب اللہ کی خلقت میں تبدیلی ہے۔جو لوگ داڑھی رکھتے ہیں لیکن خط بنواتے ہیں کیا ان کی داڑھی اسی حالت پر ہوتی ہے جس حالت پر اللہ نے پیدا کی ہے یا اس میں تبدیلی ہو جاتی ہے؟ کیا وہ خط بنوا کر اللہ کی خلقت میں تبدیلی نہیں کر رہے ہوتے؟ جن لوگوں کی داڑھی یا سر کے بال سفید ہو جاتے ہیں وہ خضاب لگا کر اسے سیاہ کر دیتے ہیں تو کیا یہ اللہ کی خلقت میں تبدیلی نہیں ہے کہ اللہ کی طرف سے تو سفید ہو گئی مگر بندہ خضاب لگا کر اس میں تبدیلی کر دیتا ہے۔اسی طرح ناخن کاٹنا بھی اللہ کی خلقت میں تبدیلی کے زمرے میں آئے گا۔اس استدلال کی رو سے یہ سب چیزیں بھی حرام ہونی چاہییں۔

اگر اس آیت سے اس استدلال کو درست مان لیا جائے تو بات بہت دور تک نکل جائے گی۔ باغوں اور گھروں کے لان میں لگی ہوئی گھاس اور پودوں کو خوبصورت بنانے کے لیے ان میں کانٹ چھانٹ کی جاتی ہے۔ یہ بھی تو اللہ کی خلقت میں تبدیلی ہے۔اس استدلال کی رو سے یہ بھی حرام ہونا چاہیے۔اللہ نے گندم پیدا کی،آپ اسے پیس کر آٹا بنا لیتے ہیں اور پھر اس سے روٹی بنا لیتے ہیں۔اللہ کی پیدا کردہ گندم میں یہ تبدیلی بھی اللہ کی خلقت میں تبدیلی ہے۔اسے بھی حرام ہونا چاہیے۔اللہ نے کپاس

پیدا کی، آپ نے اس سے دھاگا بنالیا، پھر دھاگے سے کپڑا بنالیا، پھر کپڑا سی کر پہن لیا۔ یہ سب بھی اللہ کی بنائی ہوئی کپاس کی خلقت میں تبدیلی ہے ۔اسے بھی حرام ہونا چاہیے۔اللہ نے اونچی نیچی زمین پیدا کی۔آپ نے اس اونچی نیچی زمین کو ہموار کر کے اس پر بجری اور تارکول ڈال کر اوراس کے اوپر انجن چلا کر پکی سڑک بنادی۔ یہ بھی اللہ کی خلقت میں تبدیلی ہے۔اسے بھی حرام ہونا چاہیے۔اللہ نے کسی کے جسم میں کینسر کا ٹیومر پیدا کر دیا۔آپریشن کے ذریعے اس ٹیومر کو نکلوانا بھی اللہ کی خلقت میں تبدیلی ہے ۔اس استدلال کی رو سے یہ بھی حرام قرار پائے گا۔اگر اللہ کی خلقت میں یہ سب تبدیلیاں حرام نہیں ہیں تو پھر داڑھی منڈوانا جو اسی قسم کی تبدیلیوں میں سے ایک ہے کیسے حرام ہو گیا؟

اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر اس آیت کے یہ معنی نہیں ہیں تو پھر اس آیت کے صحیح معنی کیا ہیں؟اس سوال کا جواب یہ ہے کہ اس آیت میں اللہ کی خلقت سے مراد فطرتِ توحید ہے جس پر اللہ نے سب انسانوں کو پیدا کیا ہے۔اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

أَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّينِ حَنِيفًا ۚ فِطْرَتَ اللَّهِ الَّتِي فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا ۚ
لَا تَبْدِيلَ لِخَلْقِ اللَّهِ ۚ ذَٰلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ

ترجمہ: اپنا چہرہ دین کے لیے قائم کرلو، یکسو ہو کر، یہی اللہ کی بنائی ہوئی فطرت ہے جس پر اس نے انسانوں کو پیدا کیا ہے، اللہ کی اس خلقت میں کوئی تبدیلی ممکن نہیں ہے، یہی پائدار دین ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔(روم:30)

اس آیت میں لِلدِّينِ حَنِيفًا اور حضرت ابراہیم والی آیت میں مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفاً کے الفاظ قابل غور ہیں۔ان دونوں جملوں میں دین اور ملت ابراہیم سے مراد توحید ہے اور حَنِيفاً کے اضافے سے یہ بیان کیا جارہا ہے کہ یکسو ہو کر دین اور ملت ابراہیم یعنی توحید کی پیروی کی جائے۔یہی وہ فطرت ہے جس پر اللہ نے انسانوں کو پیدا کیا ہے اور اللہ کی اس خلقت میں کوئی تبدیلی ممکن نہیں ہے۔ہاں اس میں تغیر ممکن ہے اور شیطان نے بھی اپنے چیلنج میں یہی لفظ استعمال کیا ہے:

وَلَآمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللَّهِ

اردو میں تبدیلی اور تغیر کے الفاظ مترادف اور ہم معنی استعمال ہوتے ہیں لیکن عربی میں ان کے معنی میں فرق ہے۔ تبدیل کے معنی یہ ہیں کہ ایک چیز کی جگہ کوئی اور چیز لے آنا۔ جیسے آپ بازار سے کوئی چیز خرید کر لاتے ہیں اور اس میں کوئی نقص دیکھ کر دکاندار کو وہ چیز واپس دے کر دوسری چیز لے لیتے ہیں۔ اس کو انگریزی میں Change یا Replacement کہتے ہیں۔ لیکن تغیر کے معنی کسی چیز کو کسی اور چیز سے بدل لینے کے نہیں ہیں بلکہ اسی کے اندر کوئی تبدیلی کر دینے کو تغیر کہا جاتا ہے جس کے لیے انگریزی میں درست لفظ Alteration ہے۔ اللہ نے انسان کو ایک برتر اور کامل موجود یعنی اللہ کی عبادت اور پرستش کی فطرت پر پیدا کیا۔ یہ ممکن نہیں ہے کہ کوئی انسان پیدا ہو اور وہ اس کے علاوہ کسی اور فطرت پر پیدا ہو۔ شیطان کے لیے بھی ممکن نہیں ہے کہ اس فطرت کو کسی اور فطرت سے بدل دے۔ لیکن وہ اس میں یہ تبدیلی (Alteration) کرنے کی کوشش کرتا ہے کہ انسان اللہ کے سوا کسی اور چیز کو خدا سمجھ کر اس کی عبادت کرنے لگ جائے اور اس طرح حقیقی معبود کی عبادت سے دور ہو جائے جو شیطان کا اصل مقصد ہے۔ اس آیت میں اللہ کی خلقت میں تبدیلی سے مراد خدا پرستی کی فطرت میں تبدیلی ہے۔ اس کا داڑھی جیسی چیزوں سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہے۔ اگر اس آیت کو سیاق و سباق ساتھ دیکھا جائے تو بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ اس آیت میں ساری بات ہی توحید کے بارے میں ہو رہی ہے۔ ہم یہاں سورہ نساء کی آیت 116 سے آیت 119 تک کا ترجمہ نقل کرتے ہیں تا کہ حقیقت کھل کر واضح ہو جائے:

إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَٰلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ ۚ وَمَنْ يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا بَعِيدًا {116} إِنْ يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ إِلَّا إِنَاثًا وَإِنْ يَدْعُونَ إِلَّا شَيْطَانًا مَرِيدًا {117} لَعَنَهُ اللَّهُ ۘ وَقَالَ لَأَتَّخِذَنَّ مِنْ عِبَادِكَ نَصِيبًا مَفْرُوضًا {118} وَلَأُضِلَّنَّهُمْ وَلَأُمَنِّيَنَّهُمْ وَلَآمُرَنَّهُمْ فَلَيُبَتِّكُنَّ آذَانَ الْأَنْعَامِ وَلَآمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللَّهِ ۚ وَمَنْ يَتَّخِذِ الشَّيْطَانَ وَلِيًّا مِنْ دُونِ اللَّهِ فَقَدْ خَسِرَ خُسْرَانًا مُبِينًا {119}

ترجمہ:" اللہ اس بات کو معاف نہیں کرتا کہ اس کے ساتھ شرک کیا جائے اور اس کے سوا جس بات کو، جس کے لیے چاہے معاف کر دیتا ہے اور جو کوئی اللہ کے ساتھ شرک کرے تو وہ گمراہی میں بہت دور جا پڑا۔ (جو لوگ شرک کرتے ہیں) وہ اللہ کو چھوڑ کر عورتوں (یعنی لات ومنات وعزیٰ جیسی فرضی دیویوں) کو پکارتے ہیں اور حقیقت میں کسی اور کو نہیں بلکہ سرکش شیطان کو پکارتے ہیں۔ اللہ نے اس پر لعنت کی، اس نے کہا تھا کہ میں تیرے بندوں میں سے ایک مقرر حصہ لے کر رہوں گا، اور انہیں ضرور گمراہ کروں گا اور انہیں ضرور آرزوؤں میں مبتلا کروں گا اور ضرور انہیں (برے کاموں کا) حکم دوں گا اور وہ ضرور جانوروں کے کان چیر ڈالیں گے اور میں انہیں ضرور حکم دوں گا اور وہ اللہ کی خلقت (یعنی انسان کی خدا پرستی کی فطرت) کے اندر تبدیلی کر دیں گے، اور جو کوئی اللہ کو چھوڑ کر شیطان کو ولی (یعنی خیر خواہ، رہنما اور حاکم وسرپرست) بنا لے تو یقیناً اس نے کھلم کھلا خسارہ اٹھایا۔"

تیسری دلیل:

داڑھی رکھنے کے وجوب اور منڈوانے کی حرمت پر تیسری دلیل یہ دی جاتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

حفوا الشوارب واعفوا اللحیٰ ولا تشبھوا بالیھود

ترجمہ: موچھیں منڈواؤ اور داڑھی کو بڑھاؤ اور یہودیوں سے مشابہت اختیار نہ کرو۔ (فقیہ 1:130)

سب سے پہلی بات یہ ہے کہ یہ روایت ضعیف ہے۔ اس کی سند کے ضعف کو نظر انداز بھی کر دیا جائے تو اس سے داڑھی مونڈوانے کی حرمت ثابت نہیں ہوتی۔ اس سے جو چیز ثابت ہوتی ہے وہ یہودیوں سے مشابہت اختیار کرنے کی ممانعت ہے۔ مدینہ منورہ میں یہودیوں کی کافی زیادہ آبادی تھی۔ ان میں سے زیادہ تر داڑھی منڈواتے تھے اور بڑی بڑی موچھیں رکھتے تھے۔ ان کی موچھیں ایسی ہوتی تھیں کہ

اکثر اوقات گالوں پر داڑھی کے کچھ بالوں کو اس طرح چھوڑ دیا جاتا تھا کہ وہ مونچھوں کے ساتھ مل کر مونچھوں کو بہت بڑا کر دیتے تھے۔ ہمیں اپنے معاشرے میں بھی ایسے افراد کبھی کبھار دیکھنے کو مل جاتے ہیں جنھوں نے اس انداز کی مونچھیں رکھی ہوتی ہیں اور داڑھی منڈوائی ہوئی ہوتی ہے۔

حدیث کے الفاظ صاف طور پر بتا رہے ہیں کہ داڑھی منڈوانا اور بڑی بڑی مونچھیں رکھنا یہودیوں کی مخصوص امتیازی علامت تھی۔ جس کا ایسا حلیہ ہوتا تھا اسے یہودی سمجھا جاتا تھا۔ لہٰذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسلمانوں کو حکم دیا کی یہودیوں کی مشابہت اختیار نہ کریں۔ اس حدیث میں اصل ممانعت داڑھی منڈوانے اور مونچھیں بڑھانے کی نہیں بلکہ یہود سے مشابہت کی ہے۔ اگر کوئی دور یا معاشرہ ایسا ہو جس میں داڑھی مونڈوانا اور مونچھیں بڑی کرنا یہودیوں سے مختص نہ رہے اور داڑھی مونڈوانے اور بڑی مونچھیں رکھنے سے یہود کی مشابہت لازم نہ آتی ہو تو ایسی حالت میں بھی اس حدیث کا کوئی مورد نہیں رہے گا۔

اس روایت کے بارے میں یہ بات بھی قابل توجہ ہے کہ پہلے تو اس میں مونچھیں منڈوانے کا حکم ہے۔ اس روایت کے مطابق مونچھیں رکھنا حرام اور منڈوانا واجب ہے جبکہ اس روایت سے استدلال کرنے والے مونچھیں رکھنے کو حرام اور منڈوانے کو واجب نہیں سمجھتے۔ دوسری بات یہ کہ اس میں داڑھی رکھنے کا حکم نہیں بلکہ اس کے لیے **واعفوا اللحیٰ** کا لفظ استعمال ہوا ہے جس کے معنی ہیں داڑھی چھوڑ دو۔ داڑھی چھوڑ دو کے معنی یہ ہیں کہ اسے بالکل نہ کٹوایا جائے، جس طرح قدرتی طور پر بڑھتی ہے بڑھنے دیا جائے۔ اس حدیث پر عمل کرنا ہے تو خود رو لمبی داڑھی رکھنا واجب ہو جائے گا اور اس کا چھوٹا کرنا بھی حرام ہو جائے گا جس کا کوئی بھی قائل نہیں ہے بلکہ مٹھی سے زیادہ لمبی داڑھی کو مکروہ بھی کہا جاتا ہے۔

☆☆☆

چوتھی دلیل:

حلق اللحیۃ من المثلۃ ومن مثل فعلیہ لعنت اللہ

ترجمہ: داڑھی منڈوانا مثلہ ہے اور جو مثلہ کرے اس پر اللہ کی لعنت ہے۔ (مستدرک الوسائل 1:406)

اس روایت کے بارے میں بھی پہلی بات یہ ہے کہ یہ مجہول ہے۔ دوسری بات یہ کہ اس روایت میں داڑھی مندوانے کو مثلہ قرار دیا گیا ہے۔ لفظ مثلہ پر غور کرنے سے اس روایت کے معنی واضح ہو جاتے ہیں۔ زمانہ جاہلیت میں عربوں میں رواج تھا کہ جنگ میں دشمن کو قتل کرنے کے بعد اس کے چہرے کو بگاڑنے کے لیئے اس کے ناک، کان اور ہونٹ کاٹ دیئے جاتے تھے۔ اس عمل کو مثلہ کرنا کہتے ہیں۔ ابوسفیان کی بیوی ہندہ نے جنگ احد میں حضرت حمزہ کی لاش کا مثلہ کیا تھا۔ اسلام میں مثلہ کرنے کی سختی سے ممانعت کی گئی ہے۔ اس روایت میں لفظ مثلہ سے اس بات کی وضاحت ہوتی ہے کہ اگر کوئی شخص کسی کی دشمنی میں، اس کی صورت بگاڑنے کے لیئے اس کی داڑھی کاٹ دے، خواہ وہ زندہ ہو یا مردہ، تو یہ داڑھی کاٹنا بھی مثلہ کرنے کے زمرہ میں آتا ہے۔ ہمارے معاشرے میں بھی جہاں قانون کی عملداری کم ہے اور روایتی جرگوں کا اثر زیادہ ہے، بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ کسی شخص کو ذلیل کرنے کے لیئے اس کی ٹنڈ کر دی جاتی ہے، یا اس کی مونچھیں یا داڑھی مونڈ وا دی جاتی ہے۔ یہ روایت کسی کو ذلیل کرنے کے لیئے اس کی داڑھی مونڈنے کو مثلہ قرار دے رہی ہے۔ اس سے یہ بات کسی صورت میں ثابت نہیں ہوتی کہ جس شخص نے سرے سے داڑھی نہیں رکھی ہوئی اور وہ ہر دوسرے یا تیسرے دن شیو کرتا ہے تو اس کا شیو کرنا مثلہ کرنے جیسا ہے۔

اس روایت کی رو سے کسی کی مرضی کے خلاف، اسے ذلیل کرنے کے لیئے صرف داڑھی ہی نہیں بلکہ اس کے سر کے بال یا مونچھیں منڈوانا یا کاٹنا بھی مثلہ کے زمرے میں ہی آئے گا اس لیئے کہ اس کا مقصد بھی چہرہ بگاڑنا ہوتا ہے جو مثلہ کا مقصد ہے۔

آیت اللہ سید ابوالقاسم خوئیؒ نے بھی اپنی کتاب مصباح الفقاہہ جلد اول صفحہ 259 پر داڑھی

کی حرمت پر بحث کرتے ہوئے اس روایت کے یہی معنی بیان کیے ہیں کہ اس سے کسی کو سزا دینے یا ذلیل کرنے کے لیے اس کی مرضی کے خلاف اس کی داڑھی منڈوانا مراد ہے۔

داڑھی کے وجوب پر زور دینے والے علماء کے پاس یہی چار بڑی دلیلیں ہیں اور ان کی حقیقت ہم نے بیان کر دی ہے۔ ان میں سے کسی سے بھی داڑھی رکھنے کا وجوب اور داڑھی مونڈوانے کی حرمت ثابت نہیں ہوتی۔

داڑھی کے واجب نہ ہونے پر مجتہدین کے عمل سے ایک دلیل یہ ہے کہ ایران کے آئین کے مطابق صدر مملکت، وزراء اور اراکین پارلیمنٹ کا عادل ہونا ضروری ہے۔ عادل اسے کہتے ہیں جو گناہ کبیرہ نہ کرتا ہو اور گناہ صغیرہ پر اصرار نہ کرتا ہو۔ ایران میں صدر اور اراکین پارلیمنٹ کی صلاحیت اور عدالت کی تصدیق شورائے نگہبان کے مجتہدین کرتے ہیں۔ ایران کے پہلے صدر ابوالحسن بنی صدر اور ہر پارلیمنٹ میں اراکین پارلیمنٹ کی اچھی خاصی تعداد ایسے افراد کی تھی اور ہے جو داڑھی مونڈواتے ہیں لیکن شورائے نگہبان کے مجتہدین نے ان کے داڑھی منڈا ہونے پر کبھی اعتراض نہیں کیا۔ حالانکہ اگر داڑھی رکھنا واجب ہو تو اس کا منڈوانا حرام ہوگا اور فعل حرام کا مرتکب عادل نہیں رہتا۔ شورائے نگہبان کے مجتہدین کا ان داڑھی مونڈے افراد کو انتخابات میں امیدوار بننے اور پارلیمنٹ کی رکنیت اور پھر حکومتی عہدے رکھنے کی اجازت دینا اس بات کی دلیل ہے کہ شورائے نگہبان کے مجتہدین داڑھی رکھنے کو واجب اور داڑھی مونڈوانے کو حرام نہیں سمجھتے۔

نتیجہ بحث یہ کہ ڈاڑھی رکھنا واجب نہیں ہے، داڑھی منڈوانا حرام نہیں ہے۔ ہاں اگر کوئی شخص اس نیت سے داڑھی رکھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آئمہ معصومین سلام اللہ علیہم اجمعین نے ڈاڑھی رکھی ہوئی تھی، لہٰذا ان کی مشابہت اختیار کرنے کے لیے میں داڑھی رکھتا ہوں تو یہ ایک مستحسن عمل ہوگا اور اس پر ضرور اجر و ثواب ملے گا۔

☆☆☆